Al-Azhār

Volume 8, Issue 2 (July-December, 2022)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/19

URL http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/422

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.7563560

Title Teachings of the Holy Prophet (PBUH) regarding the social issues of the spouses and their psychological impacts.

Author (s): Dr. Muhammad Abdul Haq,
Prof .Dr Ataulrahman,
Prof. Dr Muhammad Tahir Khalili

Received on: 26 January, 2022
Accepted on: 27 March, 2022
Published on: 25 December, 2022

Citation: Dr. Muhammad Abdul Haq, Prof .Dr Ataulrahman, Prof. Dr .Muhammad Tahir Khalili“Teachings of the Holy Prophet (PBUH) regarding the social issues of the spouses and their psychological impacts. ,”” Al-Azhār: 8 No.2 (2022):112-121

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

زوجین کے معاشرتی رویوں کے متعلق تعلیمات سیرت اور ان کے نفسیاتی اثرات

Teachings of the Holy Prophet (PBUH) regarding the social .issues of the spouses and their psychological impacts

*Dr. Muhammad Abdul Haq
**Prof .Dr Ataulrahman
***Prof.Dr Muhammad Tahir Khalili

ABSTRACT

After getting married, many associated relationships come into existence in the life of an individual and his spouse. In this way, the person himself and his spouse are not limited to each other only. These newly emerged relationships are respectable and worthy for the spouses. It is a fact that a person cannot be isolated from these relationships because each of these relationships has its own importance. However, some people have solitary behaviors in marital life. This isolation encompasses avoiding relationships with the spouse's relatives and such behaviors often lead to conflicts. In such, each of the spouses complains about the other that his/her behavior with my relative is not good. In such circumstances, the importance of maintaining these relationships that can guarantee family's stability cannot be overshadowed. In the same manner, some of the spouses are more inclined to selfish behaviors that can result in adverse consequences. The fact is that if a person insists only on satisfying his desires and needs, this will cause chaos in the family. In this regard, the Prophet (PBUH) has taught the Ummah to adopt positive attitudes and to discourage any negative behavior that harms the family or society. In this paper, the teachings of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) regarding the behavior of spouses with each other's relatives and their psychological effects have been described.

....

*Lecturer , Department of Islamic Studies, University of Malakand.
**Dean Faculty of Arts &Humanities, University of Malakand.
*** Chairman Department of Psychology ,International Islamic University Islamabad.

رشتہ داروں کے ساتھ رویے اور ان کے نفسیاتی اثرات: سماجی ماہرین کے ہاں خاندانی نظام میں رشتہ داروں کو بھی کافی اہمیت حاصل ہے اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ زوجین کے رشتے سے خاندان کی بنیاد پڑتی ہے اور جب اولاد پیدا ہوتی ہے تو اس کا مزید ارتقاء ہوتا ہے تاہم اس کے ساتھ ساتھ دیگر رشتہ دار بھی اس نظام کافی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں چنانچہ خاندانی استحکام کے لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ رشتہ داروں سے مضبوط تعلق قائم اور اسے برقرار کھا جائے اور ان کے ساتھ مثبت رویے رکھے جائے جبکہ منفی رویوں کی وجہ سے خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے جس کا اثر رفتہ رفتہ پورے معاشرے کو اپنے لپیٹ میں لیتا ہے کیونکہ جو افراد خون کے رشتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں تو ان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی ہے کہ وہ ان رشتوں سے جڑے ہوئے دیگر سماجی رشتوں کو کسی قسم کی اہمیت دیں، آپؐ کی سیرت طیبہ میں رشتہ داروں کو نہایت عزت وعظمت کا درجہ حاصل ہے اسی وجہ سے آپؐ کی سیرت طیبہ میں ان کے ساتھ اختیار کئے جانے والوں مختلف رویوں کا تفصیلاً بیان ملتا ہیں مثلاً ان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا، ضرورت کے موقع پر ان کی مالی مدد کرنا، ہر حال میں ان کی عزت نفس کا خیال رکھنا، جبکہ رشتہ داروں کے ساتھ منفی رویوں کے اپنانے سے منع کیا گیا ہے اسی وجہ سے ان کے ساتھ قطع تعلق کو ناجائز قرار دیا گیا ہے جبکہ ان کے ساتھ رشتہ داری جوڑنے کو دونوں جہانوں میں کامیابی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے([1])رشتہ داروں کے ساتھ مثبت رویوں کے اپنانے کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر والدین کے ذکر کے فوری بعد رشتہ داروں کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ([2]) ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نیز رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قریب والے پڑوسی، دور والے پڑوسی، ساتھ بیٹھے ہوئے شخص اور راہ گیر کے ساتھ اور اپنے غلام باندیوں کے ساتھ بھی۔ بیشک اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا اسی طرح ایک اور آیت ہے وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ ([3]) ترجمہ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے پکا عہد لیا تھا کہ: تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو گے، اور والدین سے اچھا سلوک کرو گے، اور رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں اور مسکینوں سے بھی۔ اور لوگوں سے بھلی بات کہنا، اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا۔ (مگر) پھر تم میں سے تھوڑے سے لوگوں کے سوا باقی سب (اس عہد سے) منہ موڑ کر پھر گئے۔

ایک دوسرے کے متعلقین کے ساتھ حسن سلوک کرنا: زوجین کے درمیان بسا اوقات چھوٹے موٹے جھگڑے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو دوسرے سے یہ شکایت ہوتی ہے کہ وہ اس کے رشتہ داروں کو اتنی اہمیت نہیں دیتا جتنی اہمیت کے وہ حقدار بنتے ہیں مثلا جب بیوی کے رشتہ دار آتے ہیں تو شوہر یہ کہتے ہیں کہ چائے بنالینا لیکن اگر اس کے اپنے رشتہ دار آتے ہیں تو پھر وہ چائے کے ساتھ ساتھ دیگر لوازمات مثلا کولڈ ڈرنک کا بھی اہتمام کرتا ہے یہ چیز بیوی کیلئے تکلیف دہ ہوتی ہے اسی

طرح اگر بیوی یہ رویہ اختیار کرلے کہ جب اس کے اپنے رشتے دار آتے ہیں تو ان کی خوب مدارت کرتی ہیں اور جب شوہر کے مہمان یا اس کے قریبی رشتہ دار آتے ہیں تو پھر وہ اس طرح مہمان نوازی نہیں کرتی اسی طرح اگر بیوی کے رشتے داروں کو مالی مدد کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ یہ چاہتی ہیں کہ میرا شوہر ان کی مدد کریں تو اسی طرح شوہر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جب وہ اپنے کسی رشتہ دار کی مدد کرنا چاہے تو بیوی کو اس میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے لہذا دونوں کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنی شریک حیات کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے رشتہ داروں کے کام آئے واضح رہے کہ صرف اپنے رشتہ داروں کو اہمیت دینا اور انہیں کی فکر میں کھوئے رہنا درست رویہ نہیں ہے گھر کی فضا اسی وقت خوشگوار رہے گی جب وہ ایک دوسرے کی نفسیات اور جذبات کو سمجھ سکے اگر کسی ایک کی طرف سے دوسری پر یہ پابندی لگائی جاتی ہے کہ تم فلاں رشتہ دار سے نہیں ملو گے تو بلاضرورت ایسی پابندیاں بھی ازدواجی زندگی کو تلخ بنا دیتی ہے واضح رہے کہ زوجین جب ایک دوسرے کو جس قدر جذباتی اور ذہنی آزادی دیں گے اسی قدر جھگڑے کم سے کم ہوں گے (4)واضح رہے کہ سسرالی رشتوں کے ساتھ حسن سلوک کے حوالے سے آپؐ کا ایک ایک رویہ قابل اتباع ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيجَةَ فَيُهْدِيهَا لَهُنَّ کہ اگر آپؐ بکری ذبح کرتے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی سہیلیوں کو ڈھونڈتے اور انہیں گوشت ہدیہ کے طور پر بھیجتے تھے (5)۔

ایک دوسرے سے وابستہ باہمی رشتوں کے ساتھ تعاون کرنا اور اس کے نفسیاتی اثرات: جب دو افراد شادی کے بندھن میں بندھ جاتے ہیں تو ان کی زندگی صرف آپس میں ایک دوسرے کی حد تک محدود نہیں ہوتی بلکہ ان کی زندگی سے جڑے اور دیگر رشتے بھی ہوتے ہیں ان کو بھی اسی طرح مقدس اور قابل احترام سمجھنا چاہیے جیسا کہ زوجین کے تعلق کو سمجھا جاتا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان دوسرے رشتوں سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتا نیز ہر رشتے کی اپنی الگ الگ اہمیت ہوتی ہے لہذا زوجین کو چاہیے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا مظاہرہ کریں اسی طرح ایک دوسرے سے جڑے دیگر رشتوں کو بھی اہمیت دیتے انہیں وقت دے چنانچہ جو عورت سسرال والوں کا زیادہ خیال رکھتی ہے اور خود غرضی کی بجائے ایثار کا مظاہرہ کریں اور یہ خیال نہ کرے کہ شوہر کے اوپر صرف میرا ہی حق ہے تو عورت کی اس رویے کا شوہر کی نفسیات پر یہ اثر پڑتا ہے کہ وہ یہ بات محسوس کرتا ہے کہ میری اہلیہ اپنی خواہش کو چل کر کسی اور کی خواہش کی تکمیل کرتی ہے اور میری خوشی کی خاطر قربانی دیتی ہے چنانچہ جس قدر بیوی کی قربانی زیادہ ہوتی ہے تو اتنے ہی شوہر کے دل میں اس کی محبت اور عزت زیادہ بڑھ جاتی ہے اسی طرح جب حق شوہر سسرال والوں کو اہمیت دے اور ان کے ساتھ شوہر کا رویہ زیادہ بہتر ہو تو عورت کی نفسیات پر اس کا اثر یہ پڑتا ہے کہ اس کے دل میں شوہر کے لئے عزت اور احترام کا جذبہ بڑھ جاتا ہے غرض یہ کہ جب زوجین میں سے ہر ایک ایک دوسرے سے جڑے دیگر رشتوں کا خیال رکھیں انہیں عزت دے تو ایسی صورت میں ان کی اپنی ازدواجی زندگی پر اس کا بڑا مثبت اثر پڑتا ہے اور ان کی زندگی زیادہ خوشگوار اور خوبصورت ہوتی ہے (6) چنانچہ اس حوالے اسے ایک حدیث ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے چنانچہ روایت ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرمؐ نے اسامہ کی ناک پونچھنے کا ارادہ

فرمایا تو میں نے کہا آپؐ چھوڑیں میں صاف کئے دیتی ہوں تو آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ تم اس سے محبت کرو کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں(7)۔

دیکھئے مذکورہ حدیث میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب اسامہ بن زیدؓ کی ناک صاف نہ تھی تو آپؐ نے اسے خود صاف کرنا چاہا تو جیسے ہی حضرت عائشہؓ کی نظر پڑی تو انہوں نے خود اس خدمت کو انجام دیا اور ساتھ میں آپؐ نے فرمایا کہ اس سے محبت کرو کیونکہ مجھے اس سے محبت ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب ایک دوسرے سے وابستہ رشتوں کے ساتھ ممکنہ تعاون کیا جاتا ہے تو دوسرے کے دل میں خود بخود اس کے لئے محبت اور ممنونیت کے احساسات پیدا ہوتے ہیں۔

رشتہ داروں کے ساتھ مثبت رویے اختیار کرنے کی نفسیاتی وجوہ: ماہرین نفسیات نے معاشرتی تحفظ کی بنیادی ضرورت کو اخلاقی قدروں کا سرچشمہ قرار دیا ہے کیونکہ سماج کا حصہ ہونے کے سبب ہر فرد سے یہ امید کی جاتی ہے کہ جس طرح وہ رشتوں سے مثبت رویوں کی توقع کرتا ہے اسی طرح خود بھی اس بات کا لحاظ کرے کہ وہ ان کے ساتھ مثبت رویے اپنائے اگر کوئی فرد صرف اپنے خواہشات کی تسکین اور ضرورتوں کی تکمیل پر اصرار کرے گا تو یہ امر سماجی انتشار کا سبب بنے گا تو اس کا لازمی نتیجہ صرف فرد کی ذاتی اغراض تک محدود رہے گا یعنی ایسا انسان خود غرض بنے گا اور اسے دوسرے کی تکلیف یا نقصان کا احساس نہ ہوگا جس کے سماج پر منفی اثرات مرتب ہونگے لہٰذا معاشرے کو منفی اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے کے ہر فرد کو چاہیئے کہ وہ یہ عادت بنالے کہ کبھی کبھی اپنی اضافی ضروریات کی فراہمی کے مطالبے سے دستبردار ہوجایا کرے تاکہ دوسروں کی بنیادی ضرورت پوری ہوسکیں اس سے یہ شبہ پیدا نہ ہونا چاہیئے کہ اس طرح تو صرف دوسروں کی ضرورتیں مکمل ہوجایا کریں گی اور یہ خود قربانی کی چکی میں پستا رہے گا کیونکہ عموماً جب کوئی فرد اہل قرابت کے لئے ایثار اور قربانی جیسے رویے پر عمل پیرا ہوتا ہے تو نتیجتاً وہ بھی اس کے ساتھ ممکنہ حد تک تعاون پر مبنی رویے اختیار کرتے ہیں کیونکہ جب ایک فرد دوسروں کے ساتھ مثبت رویے اپناتا ہے تو پھر وہ بھی اس کے ساتھ وہی رویے اپناتے ہیں واضح رہے کہ مثبت رویوں میں انصاف، رواداری، سچائی، قربانی ،اور خدمت وغیرہ جیسے بنیادی رویے ہیں جن کے ذریعہ خود فرد کے ذاتی مفاد کا تحفظ ہوجاتا ہے(8)۔

خاندانی رشتوں سے الگ تھلگ رہنے کے رویے اور اس کے نفسیاتی نقصانات: ازدواجی زندگی میں بعض افراد تنہائی پسند رجحانات کے مالک ہوتے ہیں اور خصوصاً شریک حیات کے متعلقین سے نباہ نہیں کرتے ہیں تو ازدواجی زندگی کے حوالے سے یہ رویہ درست نہیں ہے کیونکہ نفسیاتی طور پر ایسا فرد معاشرتی تعاون اور ہمدردی جیسے رویوں سے محروم ہوتا ہے حالانکہ یہ ایک خطرناک رجحان کا پتہ دیتا ہے کیونکہ معاشرتی طور پر جتنے افراد ناکام زندگی میں مبتلا ہوتے ہیں مثلاً خلل اعصاب کے مریض، نشئی، خبطی، مجرمین اور خودکشی کرنے والے وغیرہ تو مذکورہ تمام لوگوں میں ایک مشترکہ طور پر ایک خصلت پائی جاتی ہے کہ ان میں سماجی تعاون اور ہمدردی جیسے رویوں کا فقدان ہوتا ہے جس کا نتیجہ سماج بیزاری کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے کیونکہ انہی اس بات کا ادراک نہیں ہوتا ہے کہ سماجی اور دیگر مختلف مسائل کے حل کرنے کا بہتر طریقہ معاشرتی طور پر باہمی تعان اور مل جل کر کام کرنا ہے ایسے لوگوں کی نفسیاتی کمزوری یہ ہوتی ہے کہ وہ صرف اپنی زندگی کو ہی زندگی سمجھتے ہیں اور اپنی ذات سے

دوسروں کو کوئی فائدہ پہنچانے کی سوچ سے عاری ہوتے ہیں دوسروں کے لئے ان کا وجود یا عدم وجود برابر ہوتا ہے ایسے افراد کا مقصدِ زندگی ذاتی فائدے اور ذاتی ترقی تک محدود ہوتا ہے غرض یہ کہ ایسے افراد کی نفسیات ذاتی برتری پر مشتمل ہوتی ہے جس کے حصول لئے وہ کسی بھی اقدام سے گریز نہیں کرتے ہیں چنانچہ خودکشی میں ناکام رہنے والے کئی افراد نے اس کا اظہار کیا ہے کہ جب ہم زہر کھا رہے تھے تو اس وقت ہم نے اپنے اندر ایک برتر قوت کا احساس کیا تھا واضح رہے کہ جس چیز کو وہ کامیابی سمجھ رہے ہوتے ہیں تو در حقیقت وہ ان کی کم فہمی کا نتیجہ ہوتا ہے([9])

معاشرتی تعلقات پیدا کرنے کا ایک اہم عامل: معاشرتی زندگی میں بہتر سماجی تعلقات پیدا کرنے کے معاملے میں محبت ایک اہم ترین عنصر ہے یہ محبت ہی ہوتی ہے جو لوگوں کے دلوں کو جوڑ دیتی ہے اسی طرح باہمی محبت ہی انہیں آپس میں اتحاد و اتفاق اور تعاون کیلئے تیار کرتی ہے محبت ہی انسانوں کو ان کی اقوام اور وطن اور خاندان سے جوڑتی ہے نیز خاندان اور وطن سے محبت کی وجہ سے انسان ان کی دفاع کیلئے اپنی جان قربان کر دیتا ہے محبت چونکہ انسانی زندگی میں ایک بہت بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے اور انسانی زندگی کو بہت طاقت کے ساتھ متاثر کرتی ہے اسی وجہ سے آپؐ کی سیرت طیبہ میں ہمیں معاشرتی تعلقات کو بہتر کرنے کے لیے محبت کی تاکید جابجا نظر آتی ہے آپؐ کی تعلیمات چونکہ تمام انسانوں بلکہ اللہ تعالی کی تمام مخلوقات کی خیر خواہی اور محبت پر مبنی ہیں اس لیے آپؐ اپنے صحابہ کرام کو اس بات کی تعلیم دیا کرتے تھے کہ تمام لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آئے اور ایسے طرز عمل کو اختیار کرنے پر زور دیتے تھے کہ جس میں تمام انسانیت اور اللہ تعالی کی تمام مخلوقات کی خیر و فلاح ہو([10]) غرض یہ کہ آپؐ کی سیرت طیبہ میں اس امر کی تعلیم دی گئی ہے کہ صرف انسانوں ہی سے نہیں بلکہ پوری کائنات اور اس میں موجود مخلوقات کے ساتھ بھی محبت کے طرز عمل کو اپنانا چاہیے اس سے آپ کا منشا یہ تھا کہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں آجائے جس کے تمام افراد کے دل ایک دوسرے کی خیر خواہی اور محبت سے معمور ہو اور ان کی محبت پورے سماج کو ڈھانپ لیں تاکہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں آجائے جو نفسیاتی صحت کے اعتبار سے اعلی ترین مقام پر فائز ہو ([11])۔

پڑوسیوں کے ساتھ زوجین کے رویے اور اس کے نفسیاتی اثرات: محبتوں سے بھرے معاشرے اور خوشگوار ماحول کو اسلام نہ صرف یہ کہ پسند کرتا ہے بلکہ اس کے متعلق مختلف احکامات دے کر اس کی تعلیم و تاکید بیان کی ہے کسی بھی معاشرے میں سکون اور بے فکری کو پروان چڑھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک ہمسایہ دوسرے پڑوسی کا اس طرح خیال رکھے کہ اس کے رنج و غم کے موقع پر اس کا ساتھ دے اور تکلیف و پریشانی کے وقت اس کی مدد اور حمایت کے لیے کھڑا ہو جائے اور دین کا مقصد چونکہ اجتماعیت کو قائم کرنا ہے اس لئے آپؐ نے پڑوسی کے حقوق اور اس کے ساتھ حسن سلوک کی حد درجہ تاکید بیان کی ہے([12])۔

زوجین کو پڑوسیوں کے ساتھ کیسے رویے رکھنے چاہیئے؟: اس کے متعلق آپؐ کی ایک حدیث میں کافی تفصیل کے ساتھ ان امور کو بیان کیا گیا ہے چنانچہ روایت ہے مَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ دُونَ جَارِهِ مَخَافَةً عَلَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ فَلَيْسَ ذَاكَ بِمُؤْمِنٍ وَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ مَنْ لَمْ يَأْمَنْ جَارُهُ بَوَائِقَهُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ الْجَارِ إِذَا اسْتَعَانَكَ أَعَنْتَهُ وَإِذَا اسْتَقْرَضَكَ أَقْرَضْتَهُ وَإِذَا افْتَقَرَ عُدْتَ عَلَيْهِ وَإِذَا

مَرِضَ عُدْتَهُ وَإِذَا أَصَابَهُ خَيْرٌ هَنَّأْتَهُ وَإِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ عَزَّيْتَهُ وَإِذَا مَاتَ اتَّبَعْتَ جِنَازَتَهُ وَلَا تَسْتَطِيلُ عَلَيْهِ بِالْبِنَاءِ تَحْجُبُ عَنْهُ الرِّيحَ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تُؤْذِيهِ بِقُتَارِ قِدْرِكَ إِلَّا أَنْ تَغْرِفَ لَهُ مِنْهَ وَإِنِ اشْتَرَيْتَ فَاكِهَةً فَاهْدِ لَهُ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَأَدْخِلْهَا سِرًّا وَلَا يَخْرُجُ بِهَا وَلَدُكَ لِيَغِيظَ بِهَا وَلَدَهُ أَتَدْرُونَ مَا حَقُّ الْجَارِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَبْلُغُ حَقُّ الْجَارِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ رَحِمَ اللهُ فَمَا زَالَ يُوصِيهِمْ بِالْجَارِ حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ([13]) ترجمہ: کہ جس نے اپنے اہل وعیال اور مال کے نقصان ے اندیشے سے پڑوسی سے کنارہ کشی کرلی تووہ مومن نہین ہے کہ پ تم پر پڑوسی کا یہ حق ہے کہ اگر کسی معاملے میں تم سے مدد مانگے تو اس کی مدد کرو اگر کسی ضرورت وغیرہ سے قرض مانگے تو اس کو قرض دو پڑوسی کسی بیماری میں مبتلاء ہو جائے تو اس کی عیادت و خبر گیری کرو، اور اگر اس کو کوئی نعمت ملے تو مبارک باد دو اور اگر کسی مصیبت کا شکار ہو جائے تو تعزیت کرو اگر اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو اور اس کی اجازت کے بغیر اپنی عمارت کو اس کی عمارت سے اس قدر بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے اور تمہارے ہانڈی کی مہک اس کے لیے تکلیف کا باعث نہ ہو یعنی اگر گھر میں کوئی لذیذ وخوش ذائقہ چیز بنے تو اس صورت میں یا تو اس کے گھر بھی کچھ سالن پہنچاؤ یا پھر اس کی خوشبو پڑوس کے گھر تک نہ جائے اور اگر کوئی پھل خرید لو تو اس میں سے کچھ اسے ہدیہ کر دو اور اگر مجبوری کی بناء پر ایسا نہ کر سکو تو پھر پھل کو چپکے سے اپنے گھر لے آنا کر اور تیری اولاد اس پھل کو لے کر باہر نہ نکلے تا کہ اس کی اولاد کو تکلیف نہ ہو کیا تمہیں معلوم ہے کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ پڑوسیوں کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر یہ کہ اللہ کی رحمت کسی کے شامل حال ہو پھر مسلسل صحابہؓ کو پڑوسی کی رعایت اور امداد کی اس قدر تاکید کرتے رہے کہ انہیں یہ گمان ہونے لگا کہ شاید رشتہ داروں کی طرح پڑوسیوں کو بھیوراثت میں شریک کر دیا جائے گا،اسی طرح کسی شخص کے نیک اور برا ہونے کا معیار آپؐ نے پڑوسی کی گواہی کو قرار دیا ہے چنانچہ روایت ہےقَالَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ وَإِذَا أَسَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتَ جِيرَانَكَ يَقُولُونَ أَنْ قَدْ أَحْسَنْتَ فَقَدْ أَحْسَنْتَ وَإِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُولُونَ قَدْ أَسَأْتَ فَقَدْ أَسَأْتَ۔([14]) ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا سرور کائنات! میں اپنی نیکوکاری و بدکاری کو کس طرح معلوم کر سکتا ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم کسی کام کے بارے میں اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو تم نے اچھا کام کیا تو تمہارا کام اچھا ہے، اور جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے برا کیا ہے تو تمہارا وہ کام برا ہے۔

غیر مسلم پڑوسی کے ساتھ کیسا رویہ رکھنا چاہیئے؟: واضح رہے کہ آپؐ کی سیرت طیبہ میں پڑوسیوں کے حقوق ان کے اکرام واحترام، ان کی رعایت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی جو تاکید آئی ہے وہ صرف مسلمانوں تک محدود نہیں ہے بلکہ غیر مسلم بھی اس میں داخل ہے چنانچہ ایک حدیث ہے أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو ذُبِحَتْ لَهُ شَاةٌ فِي أَهْلِهِ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ أَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُودِيِّ؟ أَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُودِيِّ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ.([15]) عبداللہ بن عمروؓ کے لئے ایک بکری ذبح کی گئی جب وہ آئے تو کہا! تم لوگوں نے ہمارے یہودی پڑوسی

کے لیے بھی ہدیہ بھیجا ہے؟ تم لوگوں نے ہمارے یہودی پڑوسی کے لیے بھی ہدیہ بھیجا ہے؟ میں نے سرور کائنات ؐ کو پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی اس قدر تاکید کرتے ہوئے سنا کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ اس کو وارث قرار دے دیں گے، واضح رہے کہ اگر ہم اپنی روز مرہ کی معاشرتی زندگی میں بلا تفریق مذہب وملت اپنے ہر پڑوسی ساتھ نرمی، خوش اخلاقی اور حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرے اور انہیں آرام وراحت دینے کی خاطر تھوڑی سی تکلیف ومشقت برداشت کرلے تو ان کے دلوں پر ہمارے اخلاق وکردار کے جو مثبت نفسیاتی اثرات مرتب ہوگے تو وہ بہت دیر پا ہوں گے اور ہماری معاشرتی زندگی میں چین وسکھ دوبارہ سے لوٹ آئے گے اور یوں ہمارا معاشرہ امن وامان کا گہوارہ بنے گا ان شاء اللہ ([16])۔

زوجین کے ملازمین کے ساتھ رویے: اب تک زوجین کے جو رویے اور ان کے نفسیاتی اثرات بیان کئے گئے تو وہ ان عناصر کے ساتھ تھے جن کے ساتھ نسلی تعلق ہوتا ہے مثلا والدین، اولاد، سسر اور ساس وغیرہ دیگر رشتہ دار اب ہم جن افراد کے ساتھ زوجین کے معاشرتی رویے اور ان کی نفسیاتی اثرات پر بحث کریں گے ان لوگون سے اگرچہ عموماً کسی طرح کا خاندانی تعلق نہیں ہوتا لیکں خاندان اور سماج کے استحکام میں ان کا بھی کلیدی کردار ہوتا ہے ان لوگوں کو گھریلو ملازمین کہا جاتا ہے۔

مالک کی نفسیات: جن زوجین کو اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت دے رکھی ہوئی ہوتی ہے تو عموماً وہ گھریلو ملازمین مثلاً باورچی، مالی، ڈرائیور اور چوکیدار وغیرہ ملازم کے طور پر رکھتے ہیں یہ ملازمین تھوڑی سی تنخواہ میں بھی انہیں بہت آرام پہنچاتے ہیں ملازمین کے حوالے سے عام طور پر مالک احساس برتری کی نفسیات میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو ملازم سے زیادہ بہتر اور سمجھدار انسان سمجھتا ہے جس کا نفسیاتی اثر یہ نکلتا ہے کہ وہ ملازم کے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کرتا ہے بات بات پہ طعنے دینا اور ڈانٹنا اس کی طبیعیت بن جاتی ہے چنانچہ مالکان کی اس احساس برتری کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ بات ذہن نشین کرائی ہے کہ یہ تو میرے نظام کا حصہ ہے کہ ایک کو دوسرے پر معاشی برتری دی ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ نظام زندگی چلتا رہے اور وہ اس طرح کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کے محتاج ہوتے ہیں کیونکہ اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو ملازمین سے زیادہ مالک ان کے محتاج ہوتے ہیں اگر یہ ملازمین اپنے کامکو چھوردے تو مالک خود اس بہتر انداز سے کام نہ کرسکے گا جس انداز سے ملازمین کرتے ہیں بلکہ شاید مالک سرے سے اس کام کو انجام نہ دے سکے کیونکہ ملازمین عموماً جفاکش ہوتے ہیں وہ تو روکھی سوکھی کھاکر بھی گذارا کرسکتے ہیں لیکن مالکان شاید ایسا نہ کرسکے اس لئے مالکان کے نفسیات کی اصلاح کرنے کے لئے باری تعالیٰ کا ارشاد ہےأَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍلِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّاوَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ([17])ترجمہ: بھلا کیا یہ لوگ ہیں جو تمہارے پروردگار کی رحمت تقسیم کریں گے؟ دنیوی زندگی میں ان کی روزی کے ذرائع بھی ہم نے ہی ان کے درمیان تقسیم کر رکھے ہیں اور ہم نے ہی ان میں سے ایک کو دوسرے پر درجات میں فوقیت دی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں اور تمہارے پروردگار کی رحمت تو اس دولت سے کہیں بہتر چیز ہے جو یہ جمع کر رہے ہیں۔

ملازم کی نفسیات: ملازم ہمارے طرح گوشت پوست کا انسان ہوتا ہے اس کی بھی عزت نفس ہوتی ہے وہ بھی رکھ رکھاؤ، حسن سلوک کا خواہاں ہوتا ہے اس حوالے سے آپؐ کی سیرت طیبہ میں ہمیں بہتر تعلیمات ملتی ہے چنانچہ روایت ہے خَدَمْتُهُ فِي السَّفَرِ وَالحَضَرِ مَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا هَكَذَا؟ وَلاَ لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هَذَا هَكَذَا؟([18])میں نے سفر وحضر میں آپؐ کی خدمت کیا ہے آپؐ نے کبھی مجھ سے اس کام کے متعلق جو میں نے کیا ہو یہ نہیں فرمایا کہ یہ ایسے کیوں کیا؟ اور اگر کوئی کام نہ کیا ہو تو یہ نہیں فرمایا کہ یہ ایسا کیوں نہیں کیا؟۔

ملازمین کے ساتھ کیسے رویے رکھنے چاہیئے؟: عام طور پر زوجین کی نفسیات یہ ہوتی ہے کہ وہ ملازم سے اس انداز میں کام لینے کی کوشش کرتے ہیں جس طرح ایک مشین سے کام لیا جاتا ہے یعنی تھوڑے وقت میں زیادہ کام نکالنے کی نفسیات میں مبتلا ہوتے ہیں جس کے لئے وہ ملازمین سے سختی کا معاملہ کرتے ہیں تو اس رویے کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے آپؐ نے فرمایاإِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّايَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّايَلْبَسُ وَلاَتُكَلِّفُوهُمْ مَايَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ۔([19])ترجمہ: تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے۔ اس لیے جس کا بھی کوئی بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے اور اگر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالو تو پھر ان کی خود مدد بھی کر دیا کرو۔

واضح رہے کہ مذکورہ حدیث میں آپؐ نے ایک غلام خادم کے ساتھ اتنے حسن سلوک کا حکم دیا ہے تو آزاد ملازم تو اور زیادہ عنایت کا حقدار ہے اس طرح اس حدیث میں آپؐ نے مالک کو یہ حکم دیا ہے کہ جب غلام کی وسعت سے بڑھ کر کام لینا ہے تو پھر مالک خود بھی اس کے ساتھ کام میں شریک ہو جائے، مالک کو ملازم کے ساتھ کام میں شریک کرنے میں یہ نفسیاتی نکتہ پیش نظر ہے کہ مالک جب خود کام کرے گا تو اسے بھی احساس ہو جائے گا کہ اس کام کے کرنے مین کتنی جان لگانی پڑتی ہے ؟ کتنی تھکاوٹ ہوتی ہے ؟ جب مالک خود ان مراحل سے گذرے گا تو پھر وہ آئندہ ملازم کی طاقت سے بڑھ کر کام لینے سے گریز کرے گا نیز اس میں ملازم کی رعایت رکھنے کے ساتھ ساتھ خود مالک کا فائدہ بھی پیشِ نظر ہے کیونکہ طاقت سے بڑھ کر کام کرنے کی صورت میں کام کی کارکردگی بھی یقینی طور پر اچھی نہیں رہتی ہے جس کا نقصان بالآخر مالک کو ہی اٹھانا پڑتا ہے لہٰذا ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔

بروقت تنخواہ کی ادائیگی: ایک ملازم جب اپنی انا کی قربانی دے کر دوسرے کی ماتحتی اختیار کرتا ہے تو اس کے پیش نظر یہ بنیادی سوچ یہ ہوتی ہے کہ میں اپنے ہنر سے مالک کو فائدہ پہنچاؤ جس کے بدلے وہ مجھے اجرت ادا کرے تاکہ میں اپنی اور اپنے متعلقین کی ضروریات کی تکمیل کر سکوں ایک طرف ملازم اپنی طاقت کی حد تک کام کرے اور دوسری طرف مالک اسے بروقت تنخواہ ادا نہ کرے تو ملازم بہت زیادہ افسردگی، ذہنی انتشار اور دباؤ کا شکار ہوتا ہے اس اذیت کو ہر ماتحت بخوبی سمجھ سکتا ہے اسی طرح بسا اوقات ایک ملازم کے پیچھے کئی کئی خاندان ہوتے ہیں اب مالک کی بروقت عدم ادائیگی کی وجہ سے معاشرے کے کتنے افراد

متاثر ہونگے؟ تو ہر فرد یہ جانتا ہے انہی امور سے بچنے کے لئے آپؐ نے فرمایاأَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ، قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ([20]) ترجمہ: مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے پہلے اس کی مزدوری ادا کردو۔

مذکورہ حدیث میں نفسیاتی پہلو سے دو باتیں قابل غور ہیں۔

1۔ مزدور کو بروقت ادائیگی کی جائے۔

2۔ ملازم کام پوری تندہی سے کرے کوئی کام چوری یا دھوکہ دہی سے کام نہ لے کیونکہ مالک جب مزدور کو تنخواہ دیتا ہے تو بدلے میں وہ یہ چاہتا ہے کہ معیار کے حوالے سے کام بہت اعلیٰ ہو اور ملازم نے اپنی طاقت کی حد تک اس میں جان کھپائی ہو اسی وجہ سے آپؐ نے مزدور کے پسینہ بہنے کو بھی بطورِ خاص ذکر کیا تاکہ جانبین کی نفسیات کی رعایت رکھی جاسکے۔

خلاصۃ البحث:

اس پورے مقالے کا خلاصہ یہ ہے کہ آپؐ کی سیرت طیبہ میں رشتہ داروں کو نہایت عزت و عظمت کا درجہ حاصل ہے اسی وجہ سے آپؐ کی سیرت طیبہ میں ان کے ساتھ اختیار کئے جانے والوں مختلف رویوں کا تفصیلاً ذکر ملتا ہے اور خاص کر ازدواجی زندگی کے حوالے سے گھر کی فضا اسی وقت خوشگوار رہے گی جب زوجین میں سے ہر ایک دوسرے کی نفسیات اور جذبات کو سمجھ سکے واضح رہے کہ زوجین جب ایک دوسرے کو جس قدر جذباتی اور ذہنی آزادی دیں گے اسی قدر جھگڑے کم سے کم ہوں گے۔ اس ضمن میں آپؐ کی سیرت طیبہ میں ہمیں معاشرتی تعلقات کو بہتر کرنے کے لیے مختلف رویے اپنانے کی تاکید کی ہے اس سے آپ کا منشا یہ تھا کہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں آجائے جس کے تمام افراد اور خاص کر زوجین کے دل ایک دوسرے کی خیر خواہی اور محبت سے معمور ہو اور ان کی محبت پورے سماج کو ڈھانپ لیں تاکہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں آجائے جو نفسیاتی صحت کے اعتبار سے اعلی ترین مقام پر فائز ہو چنانچہ عصر حاضر میں اس امر کی ضرورت ہے کہ اس حوالے سے آپ ﷺ کی تعلیمات کو عام کردیا جائے۔

حوالہ جات

[1]۔ ندوی، ڈاکٹر محمد رضی الاسلام، ماہنامہ زندگی نو، ص44، اکتوبر 2015ء.

Nadwi, Doctor, Muhammad Razi ul Islam, Mahnamah Zindagi e nao,S44,October 2015,

[2]۔ النساء:36

Alnisaa: 36

[3]۔ البقرۃ:83

Albaqarah:83

[4]۔ ثمرین، ڈاکٹر، خواتین کی صحت، ص253، دارالشعور لاہور، 2003ء۔

Smareen,Doctor,Khawateen ki Sihhatm, S253,Darrushaor,Lahore,2003.

[5]۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، ج6، ص185، مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1975ء۔

Tirmizi, Abo Eisa Muhammad bin Ahmad, Alsunan, J4, S340, Mustafa Albabi Alhlabi, Misr, 1975.

[6]۔ ظفر الحسن، ڈاکٹر، شادی کامیاب ازدواجی رشتے کی اخلاقی و سماجی نفسیات، ص 106، دار الشعور، لاہور، 2018ء۔

Zafrul Hasan, Doctor, shadi kamyab izdiwaji rishty ki akhlaqi wa samaji nafsiat, S106. Darul shaoor,Lahore,2018.

[7]۔ ترمذی، ج6ص156

Tirmizi, J6, S156.

[8]۔ محسن، ڈاکٹر محمد، نفسیاتی زاوئے، دی آزاد پریس سبزی باغ پٹنہ انڈیا، 1980، ص44، 54

Muhsi, Doctor, Muhammad, Nafsiati Zaviye, di Azad Press sabzi bagh Patnah India, S44.45

[9]۔ جعفری، محمد حسین، ص08، مقصد زندگی، اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن، س ط ن۔

Jafari, Muhammad Husain, S 08, Maqsad e Zindagi, Aazam Steam press Hyderabad dakkan, S T N.

[10]۔ حدیث نبوی و علم النفس، ص 96

Najati, Hadith Ulnabawi w Elm ul Nafs, S96

[11]۔ ایضاً، ص 97

Ibid,S 97

[12]۔ محمد عظیم، ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، ص05

Muhammad Azaeem, Mahnamah Darul uloom Deoband, S 05

[13]۔ بیہقی، شعب الإیمان، ج12، ص105

Baihaqi,Suabul Eeman, J12, S105.

[14]۔ ابن ماجہ، ج2، ص1412

Ibne Majah, J 3, S 397.

[15]۔ ترمذی، ج3، ص397

Tirmizi, J3, S397.

[16]۔ محمد عظیم، ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، ص5

Muhammad Azaeem, Mahnamah Darul uloom Deoband, S 05

[17]۔ الزخرف:32

AlzuKhruf:32

[18]۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج4، ص11، دار طوق النجاۃ بیروت، 2001ء۔

Bukhari, Abo Abdillah Muhammad bin Ismaeel, Aljame Alssahih, J5, S29, Dar toaq alnajat Bairoot, 2001

[19]۔ ایضاً، ج1، ص15

Ibid, J1, S15

[20]۔ ابن ماجہ، ج2، ص817

Ibne Majah, J 3, S 397.